UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

شرائع سماویہ کا باہمی تعلق مقاصد شریعہ اور نسخ کی روشنی میں

The Interrelation of Divine Laws in the Light of the Aims of the Valid and Abrogated Laws

Dr. Kalsoom Bībī
University of Sargodah, Pakistan
Email: kalsoombibi22@yahoo.com

DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

Abstract:
Shari'āh stands for the laws of Allāh. Ma'qāṣid e Shari'āh means all those laws which existed before the revelation of Qur'ān in the shape of the holy scriptures i.e the Old Testamant, the New Testament which were given to Prophet Moses and Jesus respectively. In all these religions basic beliefs, Principles and worships are common (Same), but there is a difference in practices and the way they were exercised. A number of jurists have mentioned past laws as a source of Islāmic laws. According to them these are valid until any argument rises against them. Some jurists do not agree with the point and they claim that past laws were sent for specific time and era, so these are not valid now.The last religious laws mean last revelation revealed upon the holy prophet Ḥaẓrat Muḥammad (PBUH) by God. The most prominent Quality of the new laws as compared to past laws is that these are not specific to any era and time. The human life always subject to evolution and when there comes a change in the society, it causes and requires change in religious laws. The Shari'ah laws and human's need should be a compatable thus the Shari'āh laws are obligated to provide better legal procedure and principles for human guidance according to time and environment. It is very important to explian the original meaning of shari'āh and describe the basic concept and the aims of Shari'āh and also determine the relation between the new laws and the pre-Islāmic laws.

Keywords: *Maqāside Shariā'h, Naskh, Takhsīs, Qur'ān, Jesus*

مقاصد شریعہ کا تعارف:

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دنیاوی واخروی فلاح وبہبود کیلئے وحی کی شکل میں احکامات عطا فرمائے ہیں۔ ان احکامات میں سے بعض کے اسبابِ وجوب کے متعلق بتادیا ہے اور بعض کو انسانی عقل وفکر پر چھوڑ دیا ہے تاکہ انسان ان میں غور وفکر کر کے ان سے اپنی سمجھ اور حیثیت واستطاعت کے مطابق مستفید ہوں۔ مشہور فقیہ علامہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

ابن القیم (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:"**فكان من بعض حكمته سبحانه ورحمته ؛ أن شرع العقوبات في الجنايات الواقعة بين --- ورحمته، ولطفه وإحسانه، وعدله ؛ لتزول النوائب، وتنقطع الأطماع عن التظالم والعدوان**"۔[۱] یعنی شریعت کی بنیاد اور اساس بندوں کی دنیا و آخرت کی حکمتوں اور مصلحتوں پر ہے۔ شریعت پوری کی پوری عمل، پوری کی پوری رحمت، پوری کی پوری مصلحت اور پوری کی پوری حکمت ہے۔ ہر مسئلہ جو عدل سے ظلم کی طرف، رحمت سے غضب کی طرف، مصلحت سے فساد کی طرف اور حکمت سے عبث کی طرف نکلتا ہے تو وہ شریعت کا حصہ نہیں رہتا۔ اگرچہ تاویل کر کے اسے شریعت میں داخل کیا جائے۔ شریعت بندوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے عدل اور اپنی مخلوق کے مابین اس کی رحمت کا نام ہے۔"الٰہی احکامات کی حکمتوں اور مصلحتوں کو جاننے کی کوشش اور جدوجہد کو مختلف الفاظ جیسے مقاصد شریعہ ، مصالح مرسلہ، اسرارِ شریعت وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا رہا ہے۔ ان میں سے مقاصدِ شریعت ایک باقاعدہ شرعی اصطلاح کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی لکھتے ہیں:

> شرعی مصالح و مقاصد دو لحاظ سے اہمیت کے حامل ہیں اول تو ان کا بیان احکام شریعت کو ایک باہم مربوط اور واضح اہداف کے نظام کے طور پر سمجھنا ممکن بنا دیتا ہے جبکہ اس کا دوسرا پہلو جسکی اہمیت میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوا ہے وہ یہ ہے کہ یہ موضوع ان نئے مسائل میں حکم شریعت معلوم کرنے میں مددگار ہوتا ہے جن کے بارے میں کوئی حکم موجود نہ ہو۔[۲]

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ مقاصد شریعہ کی اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں: شریعت کے وہ احکام جو انسانوں کے صالح و فاسد معاملات میں تصرفات سے متعلق ہیں دو طرح کے ہیں ایک شریعت کے مقاصد اور دوسرے انسانوں کے اپنے تصرفات کے مقاصد۔ شریعت کے مقاصد سے مراد وہ کیفیات ہیں جنکا شارع نے قصد کیا تاکہ لوگوں کے نفع بخش مقاصد وجود پذیر ہوں یا لوگوں کے مخصوص تصرفات سے ان کی جو عمومی مصلحتیں ہوتی ہیں ان کی حفاظت ہو۔ جبکہ انسانوں کے اپنے تصرفات کے مقاصد سے مراد وہ اسباب و محرکات ہیں جنکی وجہ سے ان لوگوں نے باہم عقد کیا یا لین دین کا معاملہ کیا یا تاوان کا معاملہ کیا یا باہم صلح کی۔[۳]

مقاصد شریعہ کے بارے میں مذکورہ تصریحات اور علماء کے اقوال سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس موضوع سے مراد شارع کی نزول شریعت کے حوالے سے غرض و غایت اور منشاء و مرضی کو جاننا ہے۔ معبود حقیقی اپنے بندوں سے کن اعمال کا ظہور چاہتا ہے اور کن سے انہیں دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ تمام قسم کے اوامر و نواہی، مطلوب و غیر مطلوب اعمال اس موضوع کا حصہ ہیں۔ انسانی اعمال سے متعلق شریعت کے موجود اور غیر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

موجود احکام کا مطالعہ مقاصد شریعہ کا خاص اور بنیادی موضوع ہے۔اس میں شریعت کے مقاصد کا اس لحاظ سے جائزہ لیا جاتا ہے کہ موجود احکام کا اعمال پر انطباق اور غیر موجود کو اخذ کیسے کریں۔یعنی شریعت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں شرعی احکام کے اخذ وانطباق کا عمل مقاصد شریعہ کہلاتا ہے۔

آخری شریعت جس کا نزول اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا سابقہ شرائع کی طرح اپنے بنیادی اور اساسی اصولوں کے لحاظ سے شریعت الٰہی ہے۔مقاصد شریعہ کے حوالے سے اس شریعت کی خاص بات یہ ہے کہ اسکے تمام علمی وعملی پہلوؤں پر غور وخوض کا آغاز اس کے نزول کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔جیسے ہی اللہ کی طرف سے کسی معاملے کے بارے میں وحی نازل ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حکمتیں بیان فرمادیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس کام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں اور اسے باقاعدہ ایک علم اور فن کا درجہ دیا اور اسے بہت وسعت دی۔ڈاکٹر محمد ابو الفتح البیانونی آخری وحی کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: مقاصد قرآن سے مراد انسان کی روحانی اور مادی امور میں کامیابی مثلاً دنیاو آخرت میں سعادت اور خوش بختی کا حصول، دنیا میں انسانی ضروریات وحاجات کی تکمیل، انسانی فلاح وبہبود کو یقینی بنانا اور عدل وانصاف وغیرہ کی فراہمی ہے۔ [۴]

اس موضوع پر امام شاطبی (۷۹۰ھ) کا کام تعریف وستائش کا مستحق ہے۔آپ نے احکام شریعہ کا اس پس منظر میں جائزہ لیا کہ آخر ان کے وجوب میں کیا حکمتیں پنہاں ہیں اور ان تک کس طرح رسائی حاصل کی جاسکتی ہے؟ آپ انتہائی مختصر اور جامع الفاظ میں مقاصد شریعہ کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:

> **"إن الشريعة إنما جاءت لتخرج المكلفين عن دواعي أهواءهم، حتىٰ يكونوا عباداالله (اى اختياراً، كما أنهم عبيد لهم اضطراراً)"** [۵]

ترجمہ: مقصد شریعت مکلف کا اپنی خواہشات کے داعیہ کو نکالنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا اختیاری بندہ بن جائے جسطرح وہ اللہ کا اضطراری بندہ ہے۔

اس بات پر کئی باتیں دلالت کرتی ہیں مثلاً نصوص صریحہ اس بات کی دلیل ہیں کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کے اوامر ونواہی کے تحت داخل ہونے کے لئے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** [۶] یعنی ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا۔ مقاصد شریعہ کے مطالعہ اور بیان میں ہمیشہ دو پہلوؤں کو مد نظر رکھا گیا ہے ایک تو احکام کا باہم مربوط فہم حاصل کرنے کے لئے اور دوم نئے حالات ومسائل میں احکام شریعہ کی دریافت کے لئے۔ان فوائد کے حصول کے لئے مقاصد شریعہ کو کئی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔علامہ محمود بن احمد

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

الدوسی نے مقاصد شریعہ کو تین اقسام میں بیان کیا ہے:

اصلاح عقائد: تخلیق کی ابتداء، اس کے انجام اور ان دونوں کے مابین پیش آنے والے حقائق کی طرف لوگوں کی رہنمائی کے ذریعے سے عقائد کی اصلاح کرنا۔

اصلاح عبادات: تزکیہ نفوس اور ارواح کو غذا مہیا کرنے والے اور عزائم کو پختہ کرنے والے امور کی طرف انسان کی رہنمائی کے ذریعے سے عبادات کی اصلاح کرنا۔

اصلاح اخلاق: اخلاق حسنہ کے فضائل کی طرف رہنمائی اور اخلاق رذیلہ سے متنفر کر کے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا۔(۷)

بہت سے علماء وفقہاء ایسے ہیں جنھوں نے شریعت اسلام کے مصالح واسباب، اس کے مقاصد جن پر وہ مبنی ہے اور ان کے حصول کے طریقوں پر کام کیا۔ ان فقہاء میں امام عزالدین بن عبد السلام (۶۶۰ھ)(شافعی)، امام ابن القیم الجوزیہ (۷۵۱ھ) (حنبلی) اور امام ابو اسحاق الشاطبی (۷۹۰ھ)(مالکی) زیادہ نمایاں ہیں۔ ان کے نقطہ نظر سے مجموعی تاثر یہ ملتا ہے کہ ان کے نزدیک احکام شرع کی دو قسمیں ہیں ایک عبادات اور دوسری دنیاوی معاملات۔ ان علماء کے ہاں مقاصد شریعہ کی جو روایتی فہرست ملتی ہے اس میں مقاصد کی تمام اقسام کو تین بنیادی گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ امام ابو اسحاق الشاطبی (۷۹۰ھ) اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> **"التكاليف الشرعية ترجع الیٰ حفظ مقاصدها فی الخلق وهذه المقاصد لاتعدو ثلاثة أقسام أولها أن تكون ضرورية، والثانی أن تكون حاجية، والثالث أن تكون تحسينة".(۸)**
>
> ترجمہ: تکالیف شرعیہ خلقت میں اپنے مقاصد کی طرف لوٹتی ہیں اور یہ مقاصد تین سے زیادہ نہیں جو یہ ہیں ضروریہ، حاجیہ، تحسینیہ۔ مقاصد ضروریہ سے مراد وہ مقاصد جو دین و دنیا کے مصالح کے قیام کے لئے ضروری ہیں۔ امام غزالی اور ابن الحاجب نے مقاصد ضروریہ کی مثال میں دین، نفس، عقل، مال اور نسب کی حفاظت کو پیش کیا ہے(۹)

مقاصد ضروریہ کی اس تقسیم کے حوالے سے شرعی احکام کی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے:

۱۔ دین کو وجود میں لانے کے لیے توحید ورسالت کی شہادت اور نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ مشروع کیے گئے ہیں۔ اور دین کی حفاظت کے لیے جہاد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ارتداد کی سزا، بدعات کی سزا اور نااہل فتوی دینے والے پر پابندی مشروع کی گئی ہے۔

۲۔ نفس انسانی کو وجود بخشنے کے لیے کھانا، کپڑا، مکان اور نکاح مشروع کیا گیا ہے۔ حفاظت جان کے لیے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

قصاص، حدود، دیت، کفارہ، میراث اور وصیت سے محرومی کا حکم آیا ہے۔

۳۔ عقل کو وجود میں لانے کے لیے علم کی تحصیل اور تدبر و تفکر کو مشروع کیا گیا ہے اور عقل کی حفاظت کے لیے شریعت نے شراب، نشہ آور چیزوں اور مدہوش کرنے والی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ شراب پینے پر سزا مقرر کی ہے اور فاسد اعتقادات اور خرافات سے منع کیا ہے۔

۴۔ نسل کو وجود میں لانے کے لیے شریعت نے افزائش نسل اور کثرت اولاد پر آمادہ کیا ہے۔ نسل کی حفاظت کے لیے حد زنا اور حد قذف کا حکم آیا ہے۔

۵۔ مال کو وجود میں لانے کے لیے شریعت نے رزق کے لیے سعی کو واجب قرار دیا ہے اور خرید و فروخت، افتادہ، زمینوں کو قابل کاشت بنانا اور خزینوں اور دفینوں کے سلسلہ کے احکام دیئے ہیں۔ مال کی حفاظت کے لیے چوری کی سزا مقرر کی ہے۔ ملاوٹ کو حرام قرار دیا ہے۔ باطل طریقہ سے لوگوں کا مال کھانے کی ممانعت کی ہے

مقاصد حاجیہ وہ ہیں جن کی ضرورت وسعت پیدا کرنے اور اس تنگی کو دور کرنے کے لیے ہوتی ہے جو تنگی اکثر و بیشتر مشقت کا باعث بنتی ہے اور اسکے نتیجہ میں مطلوب فوت ہو جاتا ہے۔ اگر انکی رعایت نہ کی جائے تو مکلفین تنگی اور مشقت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جیسے مرض اور سفر کی وجہ سے مشقت جسے دور کرنے کے لیے تخفیف عبادات یعنی قصر اور رخصتیں دی ہیں کہ چار کی بجائے دو رکعت فرض پڑھے، پانی نہ ملے تو تیمم کرے، کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھے وغیرہ۔ جبکہ مقاصد تحسینیہ وہ ہیں جو محاسن عادات کے لائق ہیں اور جن کے ذریعے ان گندی حالتوں سے بچا جا سکتا ہے جن سے عقل سلیم اجتناب کرتی ہے۔ یعنی تمام مکارم اخلاق اسی دائرہ میں آتے ہیں اس کی مثالیں نجاست کا ازالہ، طہارت کی تمام قسمیں ستر پوشی، اچھا لباس، نفل عبادتیں وغیرہ ہیں۔

شرائع کا باہمی تعلق:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں تقریباً پچیس انبیاء کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے اٹھارہ سورۃ الانعام 83 تا86 میں اور باقی سات آدم، ادریس، ہود، صالح، شعیب، ذوالکفل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کتاب، تذکرۃ الانبیاء، کے مطابق: ” حضرت آدم پر ۲۱، حضرت شیث پر ۱۹، حضرت ادریس پر ۳۰، حضرت نوح پر ۱۰ اور حضرت ابراہیم پر ۱۵ صحیفے نازل ہوئے تھے۔ ۱۰

(۱۰) حضرت آدم روئے زمین کے پہلے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ پہلے پیغمبر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔ جس میں انسانیت کے لئے ہدایت و رہنمائی تھی۔ جوں جوں نسل انسانی میں اضافہ ہوتا گیا ان کی رشد و ہدایت کی ضرورت بھی بڑھتی گئی۔ حضرت آدم کی اولاد دنیا میں آباد ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ سو برس کی عمر میں نبوت عطا کی۔ آپ کی شریعت کی زیادہ تفصیلات میسر نہیں۔ تاہم انبیاء کے حالات اور قصص کے حوالے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

سے لکھی گئی کتب سے آپ کی شریعت کے چند احکام و تعلیمات اخذ کیے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ آپ کی امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں، روزہ، غسل جنابت کا حکم ملا۔ مردار، سور، خون اور شراب کی ممانعت کی گئی۔ ایام بیض و یوم عاشورہ کے روزے بھی واجب ہوئے۔[۱۱]

۲۔ حضرت آدم کی علمی برتری کی بناء پر ہی فرشتوں کو حکم سجدہ ہوا۔ اس بناء پر علم و آگہی شریعت کا لازمی جز ہے۔

۳۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق جب حضرت آدم کے جسدِ خاکی میں روح پھونکی گئی تو آپ کو چھینک آگئی اس پر آپ نے فرمایا: الحمد للہ ۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: یا آدم رحمک ربک "اے آدم اللہ تجھ پر رحم فرمائے" یعنی حکم تشمیت[۱۲]

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خلق االله آدم وطوله ستون ذراعاً فلما خلقه قال: اذهب فسلم أولئك من الملائكة فاستمع ما يحيونك، تحيتك وتحية ذريتك، فقال : السلام عليكم، فقالوا: السلام علیک ورحمة االله ".[۱۳]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو انکا قد ساٹھ ہاتھ تھا پھر فرمایا جاکر ان فرشتوں کو سلام کہیے اور سنیے کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں تیرا اور تیری اولاد کا یہی سلام ہو گا۔ آدم نے کہا السلام علیکم تو فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ۔ یعنی سلام کہنا۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خير يومٍ طلعت عليه الشمس يوم الجمعة ، فيه خلق آدم ، وفيه ادخل الجنة ، وفيه أخرج منها، ولاتقوم الساعة الا فی يوم الجمعة".[۱۴]

ترجمہ: بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے اس دن آدم کو پیدا کیا گیا اس دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا اس دن انہیں جنت سے نکالا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہو گی۔ یعنی فرضیت جمعہ۔

۶۔ ستر پوشی کی تعلیم بھی انکی شریعت کا اہم جز معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: **وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّة**"[۱۵] یعنی وہ بہشت کے پتے اپنے اوپر چپکانے (ستر چھپانے کیلئے) لگے۔

۷۔ گناہ سرزد ہو جانے پر ندامت کا اظہار اور آئندہ نہ کرنے کا عہد توبہ کہلاتا ہے۔ یہ بھی شریعت آدم کا اہم ترین باب ہے حضرت آدم کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آپ نے اپنے گناہ سے توبہ کی اور اللہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ قرآن کے مطابق آپ نے ان الفاظ میں اپنے گناہ کا اقرار کیا: **رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا**

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iII1032018

وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ(۱۶) اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

۸۔ حضرت آدم جمعہ کے دن فوت ہوئے روایت کے مطابق "فرشتوں نے انکی روح قبض کی، غسل دیا، کفن پہنایا، خوشبو لگائی، آپ کی قبر کھودی اور لحد تیار کی۔ پھر انہوں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی، پھر قبر میں رکھ کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔ پھر انہوں نے کہا: آدم کے بیٹو! تمہارے لئے یہی طریقہ ہے۔"(۱۷)

۹۔ قصہ آدم سے چند اہم ترین اخلاقی و معاشرتی تعلیمات بھی منظر عام پر آتی ہیں جیسے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک۔ حسد و تکبر سے اجتناب کیونکہ وہ تکبر ہی تھا جس نے ابلیس کو مردود بنایا اور وہ حسد کہ جسکی بناء پر روئے زمین پر بنی آدم کا پہلا قتل ہوا۔

۱۰۔ روایت ہے کہ:

"ولما حضرت آدم الوفاة عهد إلى أبيه شيث وعلمه ساعات الليل والنهار وعلمه عبادات تلك الساعات واعلمه بوقوع الطوفان بعد ذلك". (۱۸)

ترجمہ: آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے شیث کے حق میں وصیت فرمائی۔ انہیں رات اور دن کے اوقات میں ادا کی جانے والی عبادات کی تعلیم دی اور انہیں بتایا کہ ایک بڑا طوفان آنے والا ہے۔" وصیت کرنا۔

۱۱۔ مذکورہ بالا روایت میں حضرت آدم نے ایک بڑے طوفان سے خبردار فرمایا۔ اس سے ہم قیامت مراد لے سکتے ہیں کیونکہ اس بارے میں آگہی دینا بھی نبوت کا خاصہ ہے۔

۱۲۔ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ:

"انه كان بولد له فى كل بطن ذكر وانثىٰ وأمر ان يزوج كل ابن أخت أخيه التى ولدت معه والآخر بالأخرىٰ وهلم جرا ولم يكن تحل أخت لأخيها الذى ولدت معه. (۱۹)

ترجمہ: حضرت حوا کے ہمیشہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ایک حمل سے پیدا ہوتے تھے۔ ان دونوں کے درمیان رشتہ ازدواج ممنوع تھا۔ حکم یہ تھا کہ ایک حمل کے لڑکے کی شادی دوسرے حمل کے لڑکے سے کی جائے۔ (ہابیل و قابیل کے قصے میں قتل کی بنیادی وجہ یہی تھی ورنہ کچھ برا نہ تھا کہ قابیل کی شادی اس کی مرضی کی لڑکی سے کر دی جاتی۔ یعنی محرم رشتوں کا احترام بھی شریعت کا اہم جز ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

حضرت نوحؑ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صام نوح الدهر الا يوم الفطر والأضحى وصام داؤد نصف الدهر وصام إبراهيم ثلاثة أيام من كل شهر صام الدهر وأفطر الدهر".[20]

ترجمہ: نوح علیہ السلام بجز عید و بقر عید کے صوم دہر رکھا کرتے تھے (یعنی ان ایام کے سوا ہمیشہ روزہ رکھتے تھے) اور داؤد علیہ السلام نصف دہر روزہ رکھتے تھے (ایک دن روزہ رکھتے ایک دن افطار کرتے تھے) اور ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صوم دہر کے برابر شمار تھا اگرچہ تین دن کے علاوہ ہمیشہ افطار کرتے تھے۔

تمام ادیان سماویہ میں ایک حصہ ایمانی عقائد کا اور دوسرا حصہ عملی احکام کا رہا ہے اور یہ کہ ایمانی عقائد والا حصہ سب میں یکساں عملی احکام والا حصہ ایک دوسرے سے ضرور کچھ نہ کچھ مختلف رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمانی عقائد کا جن مقاصد سے تعلق تھا وہ ہر زمانے اور ہر ملک و معاشرے میں یکساں رہے لہذا ہر نبی و رسول نے اس کی ایک طرح سے تعلیم دی یہ اور بات ہے کہ ہر دین کے ماننے والوں نے آگے چل کر ان عقائد کو اپنی اصلی اور حقیقی صورت میں نہ رہنے دیا بلکہ غلط تاویلات کے ذریعے ان کو ایسا بدلا کہ وہ اپنی اس افادیت سے تہی دست ہو گئے جو ان سے مطلوب تھی۔ شرائع کے اختلاف کی دو بنیادی وجوہات یہ ہیں:

۱۔ ترمیم و تنسیخ جو اللہ کی طرف سے معاشرتی ارتقاء کی بناء پر وقتاً فوقتاً واضح ہوئیں۔

۲۔ انسانی تصرفات جو دانستہ یا نادانستہ طور پر سرزد ہوئے۔ اس طرح توراۃ خود گو آسمانی کتاب ہے لیکن اسکے موجودہ نسخے انسانی دست برد کی وجہ سے مشکوک ہیں مگر مشکوک ہونا وصف اصلی نہیں بلکہ وصف طاری ہے۔ اس حوالے سے مولانا شبلی نعمانی (۱۳۲۲ھ) لکھتے ہیں: صحیفہ ابراہیم کے گم ہو جانے کے بعد، جسکا نہایت خلاصہ توراۃ کے سفر تکوین میں ہے۔ صحیفہ موسیٰ نازل ہوا۔ صحیفہ موسیٰ کے نو پیدا اختلاف کو دور کرنے کے لیے زبور وغیرہ مختلف صحیفے آتے رہے۔ پھر انجیل آئی اور انجیل میں انسانی تصرفات کے بعد قرآن آیا۔ چونکہ قرآن دنیا کے آخر تک کے لیے آیا ہے اس لیے ہر تحریف اور انسانی تصرف سے اس کی حفاظت کی گئی ہے۔ [21] سابقہ شرائع اور آخری شریعت کا جب تقابلی لحاظ سے جائزہ لیتے ہیں تو جہاں بے شمار احکامات میں اختلاف نظر آتا ہے وہاں چند ایک چیزوں میں اتحاد و اشتراک بھی ملتا ہے۔ اتحاد و اشتراک کے اس مفہوم کو تداخل اور توافق کے اصطلاحی الفاظ سے ادا کیا جاتا ہے۔

تداخل:

تداخل کا لفظ ابراہیمی شریعت کے لیے بولا جاتا ہے یعنی آپ کی شریعت، آخری شریعت میں داخل ہو گئی مثلاً فرمانِ الٰہی ہے: **واتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفا**[22] یعنی "اور پیروی کرو ابراہیم کی ملت کی جو یکسو تھے" امام ابو بکر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیزیں ابراہیمی ملت سے ہوں ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔" اگر یہ اشکال ہو کہ پھر تو نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ابراہیمی شریعت بن گئی تو جواب ہو گا کہ ابراہیم کی شریعت ہمارے نبی کی شریعت میں داخل ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں کچھ اضافے ہیں[23] علاء الدین خازن بھی انہی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"إن شرع ابراهيم وملته داخلان فی شرع محمد صلى الله عليه وسلم وملته مع زيادات كثيرة حسنة خص االله بها محمداً " [۲۴].

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام کی شریعت اور ملت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور ملت میں بہت سے عمدہ اضافوں کے ساتھ داخل ہے۔" ذیل میں حضرت ابراہیم اور انکی شریعت کا جائزہ لیا جاتا ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام: الہامی مذاہب(ادیان سامیہ) میں حضرت ابراہیمؑ کی حیثیت جدِ اعلیٰ اور مرکز ومبدا کی ہے۔ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر آپ کی تعریف بیان ہوئی ہے۔ آپ کا نام کلام پاک کی ۲۵ سورتوں میں ۶۹ دفعہ آیا ہے جن میں سے ۱۵ مقامات صرف سورۃ البقرۃ میں ہیں۔ آج کی دنیا کے تین بڑے مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے پیروکار حضرت ابراہیم کو اپنا پیشوا اور امام مانتے ہیں۔ یہ در اصل اس قولِ الٰہی کی عملی تفسیر ہے کہ: قَالَ إِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً [۲۵] یعنی (اے ابراہیم) میں تم کو لوگوں کا امام بناؤں گا۔ مولانا مودودی (۱۹۷۹ء) لکھتے ہیں:

"حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عالمگیر دعوت پھیلانے کیلئے مقرر کیا تھا انہوں نے پہلے خود عراق سے مصر تک اور شام و فلسطین سے ریگستانِ عرب کے مختلف گوشوں تک برسوں گشت لگا کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری (یعنی اسلام) کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ پھر اپنی اس دعوت کی اشاعت کیلئے مختلف علاقوں میں اپنے خلیفہ مقرر کیے۔ شرق اردن میں اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کو، شام و فلسطین میں اپنے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو اور اندرونِ عرب میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو مامور کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکے میں وہ گھر تعمیر کیا جسکا نام کعبہ ہے اور اللہ ہی کے حکم سے وہ اس مشن کا مرکز قرار پایا"۔ [۲۶]

شریعت ابراہیمی کے اہم احکام:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

۱۔ سعی صفاو مروہ: حضرت ابراہیم بحکم الٰہی حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو مکہ معظمہ میں ایک مقام جہاں اب چاہ زمزم ہے چھوڑ آئے۔ حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر تشریف لے گئی جب وہاں نہ ملا تو کوہ مروہ پر گئیں وہاں بھی پانی نہ ملا۔ سات مرتبہ دونوں پہاڑیوں کے چکر کاٹتی رہیں اسی وجہ سے حجاج اب تک اس طریقہ کی اتباع کرتے ہیں جسے سعی صفا و مروہ کہتے ہیں۔

۲۔ تقدس زم زم: جب حضرت ہاجرہ سعی لاحاصل کے بعد واپس آئیں تو حضرت اسمٰعیل کے پاس خوشگوار چشمہ جاری دیکھا یہ آج تک جاری ہے اور تمام مخلوق خدا اس سے سیر ہوتی ہے۔

۳۔ مقام ابراہیم: حضرت ابراہیم نے حضرت سارہ سے مکہ جانے اور حضرت اسماعیل کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی آپ نے اس شرط پہ کہ اپنی سواری سے نہ اتریں گے جانے دیا۔ حضرت ہاجرہ آپ کے استقبال کے لیے آئیں آپ نے انہیں اپنے وعدہ سے آگاہ کیا وہ ایک پتھر لائیں جس پر آپ نے پاؤں رکھ کر سر نیچے کیا اور انہوں نے حسب روایت دھویا۔ اس پتھر پر آپ کے قدموں کا نقش بن گیا اسی وجہ سے اس پتھر کا نام مقام ابراہیم ہے۔ جہاں دوران حج دو نفل پڑھنے کا حکم ہے۔

۴۔ قربانی: حضرت ابراہیم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ جب میرے ہاں فرزند ہو گا تو میں اسے راہ خدا میں قربان کرونگا۔ حضرت اسماعیل پیدا ہوئے جوان ہوئے آپ کو اپنا وعدہ یاد نہ رہا۔ جب اپنے فرزند سے ملنے مکہ گئے۔ تو خواب میں اپنے فرزند کی قربانی کا حکم ہوا۔ مسلسل تین راتیں یہ خواب آتا رہا۔ جب حضرت ابراہیم نے اس حکم کی تعمیل میں حضرت اسماعیل کے حلق پر چھری چلانا چاہی تو اسی وقت ایک گوسفند ابلق اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ یہ دراصل جنت کا ایک بکرا تھا جو چالیس برس تک بہشت میں صرف اس غرض سے چرایا گیا تھا۔ آپ نے فوراً اسے پکڑا اور بمقام منیٰ ذبح کیا۔ آپ کی یہ سنت بھی اب تک زندہ ہے۔

۵۔ رمی جمر: چوتھی مرتبہ جب دیکھا تو اپنے فرزند کو لے کر تعمیل حکم کے لیے چل پڑے شیطان نے آپ کو بہکانا چاہا جب آپ اسکے جال میں نہ پھنسے تو حضرت ہاجرہ کے پاس گیا جب وہ بھی آپ کو پہچان گئیں تو حضرت اسماعیل سے کہا کہ تیرا باپ تجھے قتل کے ارادے سے لے جا رہا ہے۔ آپ نے کہا کوئی باپ ایسا نہیں کرتا اس نے کہا کہ اسے اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ کو قربان کرے۔ آپ نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو میں تیار ہوں۔ پھر آپ نے اپنے والد سے کہا کہ آپ تاخیر نہ کیجئے شیطان مجھے بہکانا چاہتا ہے۔ اس پر باپ بیٹا دونوں نے شیطان رجیم کو پتھروں سے مارا اس وجہ سے حجاج کرام اب تک ایام حج میں شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں۔

۶۔ طریقہ ذبح: روایت کے مطابق حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ کر

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

یعنی ایک روایت ہے کہ وقت ذبح حضرت جبرائیل نے فرمایا اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: اللہ اکبر وللہ الحمد۔ اسی وجہ سے یہ سنت بھی اب تک باقی ہے۔

۷۔ معانقہ: حضرت ابراہیم نے ایک درویش سے جو آپ کو دیکھنے کا بہت شوق رکھتا تھا معانقہ فرمایا۔ اسی دن سے معانقہ رائج ہوا ہے اس سے پہلے تعظیمی سجدہ رائج تھا جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کے حوالے سے ہے کہ اسکے بھائیوں نے اسے سجدہ کیا: **وَرَفَعَ أَبَوَيه عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّواْ له سُجَّدًا**(۲۷) اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا اور اس کے لئے سجدے میں گر گئے۔

۸۔ مذکورہ بالا کے علاوہ ختنہ کی سنت بھی آپ کے وقت سے جاری ہے۔ پائجامہ پہننا، مہمان کو کھانا کھلانا۔ جس طرح آپ اپنی حیات میں لنگر خانہ جاری رکھتے تھے اسی طرح آپ کے مزار پر اب بھی جاری ہے۔ آپ پہلے شخص ہیں جس نے مسواک کیا۔ پانی اور ڈھیلہ سے استنجا کیا، لبیں کتروائیں، بڑھاپا دیکھا، سر میں مانگ نکالی، منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا، عرب کا محبوب ولذیذ کھانا ثرید آپ نے تیار کیا۔

۹۔ مشرکین کیلئے دعائے مغفرت کرنا منع ہے چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت ابراہیم نے اپنے مشرک والد کو راہ راست پر لانے کی بہت کوشش کی لیکن جب پختہ یقین ہو گیا کہ انکا باپ ایمان نہیں لائے گا تو ان سے براءت اور لاتعلقی کا اظہار فرمایا: **فَلَمَّا تَبَيَنَ له أَنّه عَدُوٌّ لِلّٰه تَبَرَّأَ مِنه إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لأَوّاه حَلِيم**(۲۸) یعنی "پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے۔ واقعی ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے"۔

حضرت ابراہیمؑ کے اس عمل کو آخری شریعت میں قانون کی حیثیت حاصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا کیلئے دعائے مغفرت سے منع فرما کر تمام مشرکین کیلئے اس سے روک دیا البتہ انکی زندگی میں ہدایت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

۱۰۔ ہجرت: ہجرت انبیائے کرام کی سنت ہے۔ آپ نے حران سے دعوت توحید کا آغاز کیا جب یہاں مشکلات حائل ہونے لگیں تو کافروں، منکروں اور مشرکین سے برات کا اظہار کر کے ہجرت کی راہ لی۔

۱۱۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند باتیں ایسی ہیں جن کی ابتدا حضرت ابراہیم سے ہوئی جیسے: سب سے پہلے مہمانی کی سنت انہوں نے شروع کی، سب سے پہلے مونچھیں تراشیں، سب سے پہلے بڑھاپے کے آثار انہوں نے دیکھے، سب سے پہلے ناخن تراشے، سب سے پہلے کسلہ لے کر ختنہ انہوں نے کی، سب سے پہلے پاجامہ پہنا، سب سے پہلے مانگ نکالی، سب سے پہلے استرہ سے زیرِ ناف بال اکھیڑے، سب سے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

پہلے منبر پر خطبہ دیا، لشکر کے یمنہ میسرہ اور قلب کی تقسیم سب سے پہلے انہوں نے کی، سب سے پہلے جھنڈے پر پرچم انہوں نے لگایا، سب سے پہلے کمان انہوں نے بنائی، سب سے پہلے معانقہ کیا، سب سے پہلے ثرید کھانا انہوں نے تیار کیا۔(۲۸) آپ نے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کیا۔ آپ کی اسی صفت کی تعریف اللہ تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے: **وَإِبْرٰهِيمَ الَّذِيْ وَفّٰى** (۲۹) یعنی "اور ابراہیم جنھوں نے (حق اطاعت و رسالت) پورا کیا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں جتنے احکام دیئے گئے انہوں نے سب کی تعمیل کی اور ایمان کی تمام شاخوں اور تمام کاموں پر عمل پیرا ہوئے۔ حافظ ابن کثیر (۷۷۴ء) اس حوالے سے لکھتے ہیں: **والمقصود أنه عليه الصلوة والسلام كان لا يشغله شيئ في القيام بالإخلاص الله عزوجل وخشوع العبادة العظية -- وَإِبْرٰهِيمَ الَّذِيْ وَفّٰى**(۳۰) اصل مقصد یہ ہے کہ ابراہیم کا بڑا کمال یہ تھا کہ ایک طرف وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پورے خشوع وخضوع سے ادا فرماتے تھے۔ اور دوسری طرف اپنی بدنی مصالح کی بھی پوری رعایت رکھتے تھے۔ کہیں جسم پر قابل نفرت بال یا ناخن یا میل کچیل باقی نہ رکھتے تھے جو موجب نفرت ہو۔ ان ہی مجموعہ حقوق کی اس طرح ادائیگی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے 'و **ابراهيم الذى وفى**' یعنی ابراہیم وہ تھے کہ جنہوں نے پورے طور پر حقوق کی ادائیگی فرمائی تھی۔

مندرجہ بالا پیرے میں چند اصولی احکام کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اگر ہم قرآن اور توراۃ کا مطالعہ کریں تو بہت سے جزوی اور فروعی مسائل میں آج بھی موافقت ویگانگت نظر آتی ہے ارشادِ الٰہی ہے:

> **"وَكَتَبْنَا عَلَيهم فِيها أنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَينَ بِالْعَينِ وَالأَنفَ بِالأَنفِ وَالأُذُنَ بِالأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنّ وَالْجُرُوحَ قِصَاص"**(۳۱)
>
> ترجمہ: اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے انکے برابر۔

تورات کی شریعت میں قصاص کا حکم لابدی تھا اور اس کی کوئی بدنی سزا نہیں تھی اور صاحب حق کو معاف کر دینے کا اختیار نہیں تھا تورات کے اس حکم میں قرآن نے کچھ اضافہ کیا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے: **وَجَزَاء سَيِّئة سَيِّئة مِّثْلها فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْره عَلَى الله**(۳۲) یعنی "اور برائی کا بدلہ برائی ہے اسی کے مثل پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی اس کا اجر اللہ پر ہے"۔ اسی طرح تورات میں کفارہ بھی نہیں تھا جبکہ اسلامی شریعت نے مساوات کے اصول کو مد نظر رکھا ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان کے حکم میں ادنیٰ و اعلیٰ اور حاکم و محکوم کی کوئی تفریق نہیں ہے بلکہ تمام انسان اللہ کی شریعت کی نظر میں برابر ہیں ارشاد الٰہی ہے:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

"**إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِير**"(۳۳)یعنی کسی انسان کو کسی دوسرے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقویٰ کے"۔ اللہ کی شریعت کا یہ عظیم اصول انسان کی آزادی اور مساوات کا حقیقی اعلان ہے کہ ہر فرد حقِ مساوات میں برابر کا شریک ہے۔ جبکہ یہود جن کی کتاب میں شریعت نازل ہوئی خود اپنے درمیان اس شریعت کو قائم نہ رکھ سکے اور ان کے درمیان غالب اور مغلوب قبیلے کا فرق پیدا ہو گیا۔ اور وہ اپنا فیصلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کو مساوات کے اصول پر جاری کیا اور زیر دستوں کے سر بلند کیے۔ قصاص ایک باز رکھنے والی سزا ہے ارشاد الٰہی ہے: **وَلَكُمْ فِيْ الْقِصَاصِ حَيَاة**"(۳۴)یعنی تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے"۔ یعنی جو بھی شخص کسی کو قتل یا زخمی کریگا، وہ اس جرم کی سزا کے بارے میں ضرور سوچے گا اور یہ بلند امتیاز مقام و منصب اور رنگ و نسل کے جرم کی نوعیت کے مطابق لاگو ہو گا۔

ان مذکورہ بالا احکام و قوانین کے علاوہ بھی کئی احکام ایسے ہیں جن میں ما قبل شرائع اور آخری شریعت میں اتحاد و اتفاق پایا جاتا ہے مثلاً: قتل عمد میں قاتل کی سزا(۳۵)قتل خطا میں قتل نہیں(۳۶) جادوگرنی کا قتل(۳۷)مرتد کا قتل(۳۸)قذف پر کوڑوں کی سزا(۳۹)زنا کی سزا قتل و سنگساری(۴۰)ماکولات مثلاً مردار کی حرمت(۴۱)خون کی حرمت(۴۲)پاکیزہ پرندوں کی حلت(۴۳)نشہ و شراب کی مذمت(۴۴)سود کی حرمت(۴۵)کاشتکاروں پر عشر(۴۶)بتوں کی قربانی کی مذمت(۴۷)سود اور رشوت کی ممانعت(۴۸)دیگر مسائل جیسے مہر کا حکم(۴۹)مخصوص ایام میں حرمت جماع(۵۰)لعان کا ثبوت(۵۱)ساس سے نکاح کی حرمت(۵۲) خالہ اور پھوپھی کی حرمت(۵۳)ماتم کی ممانعت(۵۴)اپنے اوپر کچھ نہ گدوانا(۵۵)نقصان کا معاوضہ(۵۶)

یہ نمونہ کی چند مثالیں ہیں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اصولی مسائل کے علاوہ جزوی مسائل میں بھی کس قدر اشتراک ہے اور یہ کہ تورات میں احکام و مسائل کا ذکر کتنی جامعیت کے ساتھ ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے ایسے نو احکام کا ذکر کیا ہے جنہیں مشترکہ احکام کہا جاسکتا ہے ارشاد الٰہی ہے:

"**قُلْ تَعَالَوْاْ أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيكُمْ أَلاَّ تُشْرِكُواْ به شَيئاً .... ذَلِكُمْ وَصَّاكُم به لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُون**".(۵۷)

ترجمہ: "آپ کہہ دو کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تمہیں بھی رزق دیں گے اور انہیں بھی، اور کھلی بے حیائیوں کی طرف نہ جاؤ اور نہ چھپی ہوئی کے پاس، اور کسی جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام قرار دیا سوائے حق

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

کے یہ اہل عقل کے لئے وصیت ہے۔ اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر اچھے طریقے سے یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائیں، اور ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کرو اور ہم کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو چاہے تمہارے کسی رشتہ دار کا معاملہ ہی کیوں نہ ہو اور اللہ کے عہد کو پورا کرو تمہیں اس کی تاکید کی جاتی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو"۔

اسی طرح تورات میں حضرت موسیٰ کے دس احکام کا ذکر ملتا ہے جنہیں احکام عشرہ کہا جاتا ہے جو یہ ہیں: "میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا، تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا۔ نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے، تو انکے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ انکی عبادت کرنا، اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور میرے حکموں کو مانتے ہیں رحم کرتا ہوں، تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرے خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو، تو خون نہ کرنا، تو زنا نہ کرنا، و چوری نہ کرنا، تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا، تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا، تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اس کے غلام اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی چیز کا لالچ کرنا"۔[۵۸]

یہ آخری شریعت میں بھی موجود ہیں۔ ان کے علاوہ بھی جابجا قرآن میں اس قسم کے احکامات مذکور ہیں اور یہی انداز بیان توراۃ کا ہے کہ متفرق مقامات پر احکام بیان کئے گئے ہیں۔ جہاں تک غیر مشترکہ یعنی احکام مبدلہ کی بات ہے تو وہ بھی موجود ہیں یعنی جس طرح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نسخ کی بنیاد پر چند احکام تبدیل ہوئے۔ اسی طرح سابقہ شرائع اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں نسخ کے اصول کے تحت بعض احکام میں ترامیم ہوئی۔ ڈاکٹر حمید اللہ (۱۴۲۳ھ) لکھتے ہیں:

"جس توریتی اور انجیلی حکم سے قرآن نے سکوت کیا وہ برقرار ہے۔۔۔ رجم کا قانون توراۃ اور انجیل میں موجود ہے اور وہ منسوخ نہیں ہوا اس لیے ہمارا قانون ہے اور واجب التعمیل ہے"۔[۵۹]

اس معاملہ میں اعتدال یہ ہوگا کہ سابقہ شرائع کے جو مسائل قرآن وحدیث میں مذکور ہوں انکو بہر حال قبول کیا جائے۔ نیز انکے قصص و واقعات سے بھی احکام کا استخراج کیا جائے اس طریقہ سے اصول فقہ اور فقہ کے متعدد مسائل میں ہم ان سے رہنمائی حاصل کریں۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام جنت میں رہنے لگے اللہ تعالیٰ نے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

حکم دیا:**ولا تقربا هذه الشَّجَرة** [۶۰]یعنی "اس درخت کے قریب نہ جانا"۔ مفتی محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں کہ اس سے سدِ الذرائع کا مسئلہ نکلتا ہے۔[۶۱]یعنی جب کسی چیز کے اختیار کرنے سے حرام کام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس جائز کام سے بھی روک دیا جاتا ہے۔یعنی قریب جانا بذاتِ خود منع نہ تھا مگر ممنوعہ کام سے حتمی اجتناب کے لیے اس جائز کام سے بھی روک دیا۔ اس طرح اصول فقہ کا ایک اہم کلیہ "سد الذرائع" اس واقع سے مستنبط ہوا۔

قرآن کریم کے من جانب اللہ ہونے کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ یہ کامل اور نقائص سے پاک ہے۔ جہالت، خواہش پرستی اور ظلم جیسے عیوب و نقائص سے پاک ہے اور اس کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں پر برائی کیخلاف اثر انداز ہوتا ہے۔ جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں ان پر بڑی حد تک اس کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور انکے دلوں میں اس کا احترام پیدا ہو جاتا ہے۔ اس شریعت کی اطاعت ایک اختیاری چیز ہے جو دل سے نکلتی ہے اس پر کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا جاتا۔ اسلام نے اسی لیے تمام قوانین کو ایمان باللہ ، ایمان بالآخرت اور ایمان بالرسالت کی بنیادوں پر قائم کیا ہے۔ ان قوانین پر رضاکارانہ عمل اور ان کا احترام ایمان کا تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب عرب معاشرے میں جو شراب کا رسیا تھا جنکے گھر شراب کے مٹکے پانی کی مانند ذخیرہ کیے جاتے تھے حرمت شراب کا حکم آیا تو تمام مسلمانوں نے شراب کی مشکیزوں کو الٹ دیا مٹکے توڑ ڈالے۔ یہ محض قرآن کے ایک حکم فاجتنبوہ(۷۶)کا اثر تھا ورنہ انکے سر پر کوئی فوج یا پولیس نہیں کھڑی تھی۔

اس کے برعکس ریاستہائے متحدہ امریکہ میں جب حرمت شراب کا قانون لاگو کرنے کو کہا گیا تو عوام نے اس کی ایسی بغاوت و ممانعت کی کہ تین سال بعد ختم کرنا پڑا اگرچہ اس قانون کے نفاذ سے پہلے بڑے پیمانے پر لوگوں کی ذہن سازی کی گئی اس مقصد کے لیے تمام ممکنہ وسائل سینما تھیٹر، ریڈیو، اخبارات وغیرہ بروئے کار لائے گئے، پمفلٹ تقسیم کئے گئے، لیکچر دلوائے گئے، سیمنار کروائے گئے۔ دانشوروں، ڈاکٹروں اور سوشیالوجی کے ماہرین سے انٹرویو کئے گئے۔ اسکے بعد 1930ء میں یہ قانون نافذ کیا گیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ عوام اس کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی اور حکومت کو ٹھیک تین سال بعد اسے ختم کرنا پڑا۔[۶۲] اس کی وجہ یہ تھی کہ اس قانون کو لوگوں کے دلوں پر کوئی اقتدار و اختیار نہ تھا جو انہیں اسکے احترام و اطاعت پر مجبور کرتا۔ مگر اسکے مقابلے میں ایک '**فاجتنبوه**' کا لفظ جسے اسلام جزیرۃ العرب میں لے کر آیا وہ ایسا عظیم اثر کر گیا کہ بغیر کسی مہم یا پولیس فوج کے بہترین انداز میں عملی طور پر نافذ ہوا۔

آخری شریعت (دین اسلام) رسالت کو اپنی آخری اور مکمل صورت میں پیش کرتی ہے تا کہ یہ دین

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

پوری انسانیت کا دین بنے یہی دین سب ادیان پر حاوی اور غالب ہو تا کہ اس منہاج الٰہی پر حیاتِ انسانی استوار ہو۔ زندگی کا ہر شعبہ اسی کے مطابق اور زندگی کا ہر پہلو اس سے ہم آہنگ ہو۔ اسی کے مطابق نظام اجتماعی ہو اور اسی کے مطابق انفرادی اور اجتماعی سلوک کی روش ہو فرمانِ الٰہی ہے:

"وَأَنزَلْنَا إِلَيكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقاً لِّمَا بَينَ يدَيه مِنَ الْكِتَابِ وَمهيمِنًا عَلَيه"(٦٣)

ترجمہ: اور تجھ پر اتاری ہم نے سچی کتاب تصدیق کرنے والی سابقہ کتب کی اور ان پر نگہبان۔

آخری شریعت کے ماقبل شرائع پر تقدم اور فوقیت کو ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلمحضرت عبداللہ بن عباسؓ (٦٨ھ) نے بڑے خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے آپؓ نے فرمایا: "تم لوگ اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب وہ ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تازہ تازہ اتری ہے اسے تم پڑھتے ہو وہ خالص ہے اس میں آمیزش نہیں اور کتاب نے تم سے بیان کر دیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنی کتاب کو بدل ڈالا اور اس میں تحریف کی وہ لوگ اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اسکے ذریعے تھوڑی قیمت وصول رکیں جس کا علم تمہارے پاس آچکا ہے تو کیا اس کے متعلق سوال کرنے سے تم کو منع نہیں کرتا ہے خدا کی قسم میں ان میں سے کسی کو نہیں دیکھتا ہوں کہ تم سے اس چیز کے متعلق پوچھیں جو تم پر نازل کی گئی ہے۔ لہٰذا یہود و نصاریٰ کی روایات پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں تحریف کر دی تھی۔ اور ان روایات میں تو اثر بھی مقصود ہے شرائع سابقہ کے احکام کی صحت جاننے کے لیے صحیح ترین ذرائع وہی ہیں ایک وحی متلو یعنی قرآن مجید اور دوسرا ذریعہ وحی غیر متلو یعنی حدیث۔(٦٤)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ماضی کی شریعتوں کے صرف ان احکام کے پابند تھے جن احکام کی وحی کے ذریعے توثیق کر دی گئی تھی۔ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیشکش کی تھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے رجم کی سزا پر مصالحت کریں تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں اس پر تنبیہ نازل ہوئی جو کہ اپنے اطلاق کے لحاظ سے عام ہے اور ہر طرح کے حالات اور ہر زمانے میں اس کا انطباق موجود ہے۔ حتمی اور لازمی فیصلہ اللہ کی شریعت کا فیصلہ ہے اور لوگوں کی خواہشات و میلانات کا اس میں کوئی دخل نہیں جاہلیت کسی خاص دور کا نام نہیں ہے بلکہ جاہلیت انسان کے زندگی گزارنے کی ایک وضع ہے جو ہر دور اور ہر زمانے میں پائی جاسکتی ہے۔ جب بھی انسان اللہ کی عبودیت سے نکل کر غیر اللہ کی بندگی اختیار کرے اللہ کی الوہیت کا منکر ہو جائے اور اپنی زندگی میں احکام الٰہی کا نفاذ ترک کر دے تو یہ وضع اور یہ حالت جاہلیت ہے۔ زندگی گزارنے کی یہ وضع اس کے بر خلاف

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

ہے جو اسلام نے مقرر کی ہے۔ اسلامی شریعت کو عملاً نافذ اور جاری کرنا ہی اساسی فرق ہے۔ یہی وہ مرکزی نقطہ ہے جہاں اسلام اور کفر کی سرحدیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ یہی وہ میزان ہے جس سے حق و باطل میں امتیاز قائم ہوتا ہے۔ یہی وہ راہ نما ہے جس سے راستہ کا صحیح پتہ چلتا ہے۔ پس جس کو مسلم رہنا ہے وہ اس حقیقت کا پوری طرح ادراک کرے اور جان لے کہ اس وقف عظیم کا وہ اسی وقت مستحق ہو سکتا ہے جب کہ وہ اسلام کو عملاً اپنی زندگی میں جاری کرے اور شریعت نافذ کرے۔ (۶۵)

سابقہ شریعتوں کے وہ احکام جو شریعت اسلامی میں مذکور ہیں اور جن کے مسلمانوں کے اوپر لازم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں قرآن و سنت خاموش ہیں ان احکام کے بارے میں مانعینِ ما قبل شرائع کا موقف راجح ہے۔ کسی حکم کو انسانوں پر لازم قرار دینے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسکے لزوم کی صریح دلیل پائی جائے اور یہ دلیل قرآن و سنت سے ہی مل سکتی ہے۔ قرآن و سنت کے ایسے احکام کو بیان کر دینے کے بعد خاموش ہو جانا بذات خود ان احکام کے غیر لازم ہونے کی دلیل ہے۔ ایسے احکام کو غیر لازم کہہ دینے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ان کا قطعی انکار کر دیا جائے ان احکام کا قطعی انکار نہیں کیا گیا۔ فقہ اسلامی میں ایسی کئی شہادتیں موجود ہیں کہ فقہاء نے کئی انسانی مسائل کے حل کے لیے شرائع سابقہ کے ان احکام سے استنباط کیا۔

حواشی و حوالہ جات

1. الآمدی، ابن القیم الجوزیۃ، علامہ، اعلام الموقعین عن رب العالمین (دارالحدیث خلف الجامع الازھر) ج ۲، ص ۳
2. صدیقی، نجات اللہ، مقاصد شریعت عصری مطالعہ، فکر و نظر، ج ۴۱، شمارہ نمبر ۴ (اپریل جون ۲۰۰۴ء / ۱۴۲۴ھ)
3. جمال الدین عطیہ، اسلامی شریعت کا عمومی نظریہ (ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، جنوری 2011ء) ص ۱۳۲
4. البیانونی، محمد، ابو الفتح، ڈاکٹر، محاسن و مقاصد الاسلام (مجلۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیۃ جامعۃ الکویت، سن اشاعت ۲۰۰۱ء / ۱۴۲۱ھ) ص ۲۳۴
5. الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، ابو اسحاق، الموافقات فی اصول الشریعۃ (مکتبۃ الریاض الحدیث) ج ۲، ص ۳۸
6. القرآن: الذاریات: ۵۶
7. الدوسی، محمود بن احمد، قرآن کی عظمتیں اور اسکے معجزے (دارالسلام ۳۶. لوئر مال سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور) ص ۱۶۵
8. الشاطبی، الموافقات، ج ۲، ص ۸
9. الغزالی، محمد بن محمد بن محمد، ابو حامد، امام، المستصفیٰ من علم الاصول (قاہرہ مصر، طبع اول، سن اشاعت ۱۹۳۷ء / ۱۳۵۶ھ) ص ۲۸
10. اکبر آبادی، ناصر علی، مولانا، تذکرۃ الانبیاء (مکتبہ تعمیر انسانیت، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۱۱ء / ۱۴۳۱ھ) ص ۱۱

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

11. اکبر آبادی، تذکرۃ الانبیاء، ص ۲۴
12. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، عماد الدین ابو الفداء، البدایۃ والنھایۃ، ج ا، ص ۸۶، دار ابن کثیر بیروت لبنان
13. بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء (دار السلام الریاض، طبع دوم، سن اشاعت ۲۰۰۰ء / ۱۴۲۰ھ) حدیث ۳۳۲۶
14. مسلم، مسلم بن حجاج، ابو الحسین، امام، الجامع الصحیح، کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعہ (دار السلام الریاض، طبع دوم، سن اشاعت ۲۰۰۰ء / ۱۴۲۰ھ) حدیث ۱۹۷۶
15. القرآن: الاعراف: ۲۲
16. القرآن: الاعراف: ۲۳
17. احمد بن حنبل، امام، مسند احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۱۳۵
18. ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ا، ص ۹۸
19. حوالہ سابقہ، ص ۹۲
20. بدر عالم، محمد، مولانا، میر ٹھی، ترجمان السنہ (یونین پرنٹنگ پریس، باہتمام مینجر ندوۃ المصنفین دہلی، طبع چہارم، ۱۳۸۴ھ / ۶۴) ج ۳، ص ۴۸۰
21. شبلی نعمانی، مولانا، عقائد (نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد، طبع سوم، ۱۹۸۲ء / ۱۴۰۲ھ) ص ۱۹۹
22. القرآن: النساء: ۱۲۵
23. جصاص، احکام القرآن، ج ا، ص ۶۶
24. خازن، لباب التاویل فی معانی التنزیل، ج ا، ص ۵۰۱
25. القرآن: البقرۃ: ۱۲۴
26. القرآن: المریم: ۴۷
27. القرآن: التوبۃ: ۱۱۱
28. مودودی، تفہیم القرآن (مکتبۃ تعمیر انسانیت موچی دروازہ لاہور، طبع دہم، جنوری ۱۹۷۳ء / ۱۳۹۳ھ) ج ا، ص ۱۰۸
29. القرآن: ۱۲: العادیات ۱۰۰
30. القرآن: التوبۃ: ۱۱۴
31. بدر عالم، ترجمان السنہ، ج ۳، ص ۴۹۵
32. القرآن: الصافات: ۵۳
33. ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، ج ا، ص ۱۷۲

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

34. محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج۱، ص۸۶
35. القرآن:الجاثیۃ: ۵
36. القرآن:الغافر: ۴۲
37. القرآن:الرعد: ۴۹
38. القرآن:البقرۃ:۱۷۹
39. کتاب مقدس:استثناء:۱۳، ۱۹
40. کتاب مقدس:استثناء:۶، ۱۹
41. کتاب مقدس:خروج:۱۸، ۲۲
42. کتاب مقدس:استثناء:۷، ۱۲
43. کتاب مقدس:استثناء:۱۸، ۲۲
44. کتاب مقدس:استثناء:۲۲، ۲۷
45. کتاب مقدس:خروج:۲۲، ۳۱
46. کتاب مقدس:احبار:۲۶، ۱۹۷
47. کتاب مقدس:حزقی ایل:۹، ۲۲
48. کتاب مقدس:امثال:۲۰، ۲۳
49. کتاب مقدس:استثناء:۱۴، ۲۳
50. کتاب مقدس:لحمیاہ:۱۱، ۳۷
51. کتاب مقدس:حزقی ایل:۹، ۲۲
52. کتاب مقدس:خروج:۱۳، ۲۲
53. کتاب مقدس:خروج:۱۲، ۱۶
54. کتاب مقدس:حزقی ایل:۱۰، ۲۲
55. کتاب مقدس:گنتی:۵، ۲۲
56. کتاب مقدس:استثناء:۲۲، ۲۷
57. کتاب مقدس:احبار: ۱۲، ۲۱
58. کتاب مقدس:احبار:۱۹، ۲۸
59. کتاب مقدس:احبار:۱۹، ۲۸

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol.2 | Issue 1 |July-December 2018
DOI: 10.33195/uochjrs-v2iIII1032018

60. کتاب مقدس:احبار:۲۵،۳۲

61. القرآن:الانعام:۱۵۱،۱۵۲

62. کتاب مقدس:خروج ا:۲۰،۱۷

63. حمید اللہ ،خطبات بہاولپور،ص۱۷

64. القرآن:البقرۃ: ۵

65. شفیع، محمد، مفتی،معارف القرآن،ج۱،ص۱۹۵

66. القرآن:الفجر:۵

67. زیدان،عبدالکریم،ڈاکٹر،اصول دعوت،ص۸۱

68. القرآن:الفتح:۵

69. احمد بن حنبل،مسند احمد،ج۲،۲۰۱

70. ابن الاثیر الجزری،مبارک بن محمد،الامام، جامع الاصول من احادیث الرسول(دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، الطباعۃ الثانیۃ،۱۹۸۰ء/۱۴۰۰ھ) ج۱،ص۸۱

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).